جناب عبدالرؤف صدیقی صاحب
(ایڈیٹر "ٹریڈ کرانیکل" کراچی)

علم و عمل کی ایک جیتی جاگتی شخصیت مولانا منظور نعمانیؒ

چار اور پانچ مئی ۱۹۹۷ء شمسی کی درمیانی رات مسلمانوں کے لیے غم واندوہ کی دردناک تکلیف لے کر آئی تھی۔ ہر کام کے لئے ہر چند کہ ایک وقت معیّن ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں لیکن سب کچھ جانتے ہوئے بھی بعض امور وقت کے ہاتھوں اس طرح انجام پاتے ہیں کہ دل ودماغ سارے کلیے بھول کر ایک جان لیوا غم کے غار میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ایک سانحہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ قمری کو ظہور پذیر ہوا۔ جس نے مسلمانوں کو ہلاک کر رکھ دیا۔ صدہا افراد ملت اس وقت دھاڑیں مار مار کر رونے لگے جب انہیں معلوم ہوا کہ عہد حاضر میں اسوہ محمدی کے عامل اور پابند عالم دین اور محدث وقت مولانا محمد منظور نعمانیؒ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے تو وہ زندگی بھر رہے ہوں گے۔ بالآخر انہوں نے اپنی جان جاں آفریں کو سونپ دی۔

(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

ہماری عمومی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم زندگی میں ایسی شخصیتوں کو نہ تو دریافت کرتے ہیں نہ ان کی قدر کرتے ہیں اور نہ ان سے علمی استفادہ کرتے ہیں۔ البتہ ہم لوگ اس وقت جاگ پڑتے ہیں، جب اس نعمت الٰہیٰ سے محروم ہوچکے ہوتے ہیں اور پھر بڑے اہتماموں کے ساتھ مرثیہ خوانی شروع کرکے اپنے آپ کو اس خوش فہمی میں مبتلا کرلیتے ہیں کہ ہم نے حق ادا کردیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ روش ہماری دینی، علمی، سماجی، سیاسی تمام سطحوں پر عام ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴۲ھ قمری میں دینی تعلیم کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخل کرائے گئے۔ جو ہندوستان ہی نہیں بلکہ سارے عالم اسلام میں اس وقت علم تفسیر، علم حدیث وفقہ کی تدریس کا عظیم مرکز تھا۔ دارالعلوم میں انکی طالبعلمی کا دور ۱۳۴۳ھ تا ۱۳۴۵ھ رہا۔ یہ زمانہ حضرت مولانا محمد انورشاہ صاحب کشمیری علیہ الرحمہ کی صدارت تدریس کا آخری دور تھا۔ ۱۳۴۵ھ دارالعلوم سے فراغت کے بعد مولانا نے اپنے وطن مالوف سنبھل کے مدرسہ محمدیہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ اس زمانے میں آریا سماجی شدھی سنگٹھن (تحریک) اور

مرزا غلام احمد کی احمدی یا قادیانی تحریک کا زور تھا ۔ مولانا نے اس دشمن اسلام یلغار کے خلاف پوری شدومد سے حصہ لیا ۔ ۱۹۳۲ء میں آریا سماجیوں سے انہوں نے مناظرہ کیا ۔ ۱۹۳۵ء میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ہندوستان کو آزادی ملنے کے بعد مسلمانان ہند کا دینی مستقبل کیا ہوگا ؟ ۔ مولانا مودودی صاحب ان دنوں پٹھان کوٹ (مشرقی پنجاب) میں مقیم تھے اور وہیں سے اپنا ماہانہ رسالہ " ترجمان القرآن " شائع کرتے تھے ۔ اس ماہنامہ کے غیر معمولی مضامین اور مودودی کی سہل و سلیس انشاپردازی سے مولانا نعمانی صاحبؒ بہت ہی متاثر ہوئے اور پھر مودودی صاحب کی تحریک جماعت اسلامی سے وابستہ ہوکر پٹھان کوٹ چلے گئے ۔ لیکن کچھ مدت کے بعد ہی بعض بنیادی دینی اختلافات کی وجہ سے اس تحریک سے کنارہ کشی اختیار کرلی ۔ پھر " الفرقان " کا آخری دور دلّی والے حضرات مولانا الیاسؒ کی تبلیغی تحریک سے منسلک رہا جو فاتح میوات کہلاتے تھے ۔ تقسیم ہند کے بعد سب سے بڑا مسئلہ مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کا تھا ۔ ہندوستان کے سرکاری اسکولوں میں ہندو دیومالائی کہانیوں سے مسلم طلباء اور طالبات کے دل ودماغ پراگندہ ہورہے تھے ۔ اس دین دشمن طوفان کا توڑ کرنے کےلئے مولاناؒ نے قاضی عدیل احمد عباسی ایڈوکیٹ کی تعلیمی اسکیم کی حمایت کی ۔ مسلمانوں کے مسائل اجاگر کرنے کیلئے " ندائے ملت " کا اجراء کیا اور مسلم مجلس مشاورت کا قیام ۱۹۶۴ء میں کرایا ۔ مولاناؒ ۱۹۶۰ء سے رابطہ عالم اسلامی کے رکن بن گئے اور اس کے تمام اجلاسوں میں شرکت کےلئے حرمین شریفین جاتے رہے اور اس طرح مولانا علیہ الرحمہ نے پندرہ حج کیے تھے ۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ سنبھلی اس عہد کی ان مغتنم شخصیات میں سے تھے ۔ جن کیلئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (جو برّ کوچک پاک وہند کے علمی ادبی حلقوں میں " علی میاں " کہلاتے ہیں) جیسے عالم باعمل اور صاحب طرز انشا پرداز نے فرمایا ہے کہ :-

" مولاناؒ ان راسخین فی العلم میں تھے جن کی مثال نہیں ملتی ۔ خصوصاً اس علمی انحطاط ، ذہنی انتشار تحریکوں کی کثرت ، مشغولیتوں کی فراوانی اور ان کا تنوع اتنا ہے کہ علم میں رسوخ حاصل کرنا بڑا مشکل ہوگیا ہے ۔ لیکن جو لوگ مولاناؒ سے اجمالی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں اور اس کی تصدیق کریں گے کہ مولانا ہندوستان کے ان منتخب اور مختصر مگر ممتاز علماء میں شامل تھے جنہیں علوم اسلامیہ میں رسوخ حاصل تھا " ۔ حضرت علی میاں مدظلہ صاحب نے اسی ضمن میں فرمایا ہے کہ :-

" مولانا کو حدیث میں ، تفسیر میں ، کلام میں اور فرق محرفہ اور منحرفہ کے بارے میں جو وسیع معلومات تھیں ۔ ان سے جو غیر معمولی واقفیت اور ان کی کمزوریوں اور ان سے پیدا ہونے والے

خطرات کا جتنا صحیح اندازہ ان کو تھا، وہ ہندوستان کے مشاہیر علماء کو بھی حاصل نہیں تھا"۔ حضرت محترم علی میاں مدظلہ نے مولانا نعمانی صاحب مرحوم کی تعزیت کے ضمن میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:-

مولانا کی کتابیں جن لوگوں نے پڑھی ہیں، خاص طور پر ان کی کتاب "معارف الحدیث" کم از کم اردو لٹریچر میں بے نظیر کتاب ہے، اس میں جس طرح حدیث وسنت کو پیش کیا گیا ہے جس طرح اس سے سبق لینے اور احادیث کے مختلف پہلوؤں اور مخفی گوشوں کو ابھارا گیا ہے وہ بے مثال ہے۔ ان کی عام فہم کتاب "اسلام کیا ہے؟"، "آپ حج کیسے کریں؟"، "قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟"، "دین وشریعت" وغیرہ یہ وہ کتابیں ہیں جو ممتاز ہی نہیں بلکہ منفرد ہیں۔ اپنے مقصد، حسن تعبیر، حسن بیان اور حسن تفہیم اور ذہنوں کی رعایت کی بنا پر اسکو توفیق الہیٰ سے تعبیر کر سکتے ہیں"۔ دینی تعلیمی کونسل کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد اشتیاق قریشی صاحب کا کہنا ہے کہ:-

" ان (مولانا علیہ الرحمہ) کی حیثیت اس تندور کی طرح تھی جس کی گرمی اور جس کی آنچ قریب آنے والا پوری طرح محسوس کرتا تھا۔ وہ جب خطبہ پڑھتے تو دل کی دھڑکنیں تیز ہوجاتی تھیں۔ وہ جب دعا کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ایک عاجز بندہ اپنے پروردگار سے تمام تر امیدوں کے ساتھ اس کے در کا سوالی ہے"۔ ڈاکٹر اشتیاق قریشی صاحب نے آگے چل کر بتایا ہے:-

"وہ رقیق القلب تھے۔ کوئی مجلس اور کوئی گفتگو مشکل سے ایسی ہوتی جس میں آنسو نہ جھلک جاتے ہوں"۔ انہوں نے مزید کہا:- "اپنی طالب علمی کے دور سے زندگی کی آخری سانس تک وہ کبھی کسی کے اندھے مقلد نہیں رہے۔ جو بات حق سمجھتے برملا اس کا اظہار کیا۔ اس پر قائم رہے، خواہ اس کی کچھ بھی قیمت ادا کرنا پڑی"۔ مولانا مرحوم نے دیوبند میں چوٹی کے اساتذہ، مولانا انور شاہ کشمیری جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ اس ضمن میں حضرت علی میاں صاحب کا ارشاد ہے کہ:-

" مولانا (محمد منظور نعمانیؒ) اگرچہ دیوبند کے فاضل اور اس کی مجلس منتظمہ کے رکن تھے، لیکن اس کے ساتھ "ندوۃ العلماء" کی تحریک سے بھی اور ندوۃ العلماء کے ادارے سے بھی ان کا مخلصانہ تعلق رہا ہے۔ ندوہ میں یہاں کے ذمہ داروں کی درخواست پر بلکہ اصرار پر تدریس حدیث کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ ندوۃ العلماء کی انتظامیہ کے طویل عرصہ تک رکن رہے۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کے بنیادی رکن تھے"۔

بیلگام (کرناٹک) کے قطب الدین ملا صاحب نے بتایا ہے کہ: "عقائد کی صحیح اور اعمال کے اہتمام کی طرف راغب کرنے کیلئے انہوں نے اپنے سلیس وسادہ زبان میں مگر بڑے ہی دل نشین انداز

میں ایک سو سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں"۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی ولادت ۱۹۰۵ء میں بمقام قصبہ سنبھل ضلع مراد آباد صوبہ یوپی میں ہوئی۔ آدمی کو مٹی کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔ چنانچہ ان کی وفات شہر لکھنو کے ایک "سحراسپتال میں ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۹۶ء بروز پیر رات آٹھ بجکر چونتیس منٹ (۸:۳۴) کو بعمر ۹۲ سال ہوئی۔ قمری سنوں کے حساب سے عمر ۹۵ سال ہوتی ہے۔ مولانا علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ کی پیروی کرتے ہوئے باطل عقائد سے جنگ کرتے ہوئے گزاری۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

"الفرقان" کا اجراء:- حضرت مولانا محمدؒ منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہنامہ "الفرقان" ۱۳۵۳ھ یعنی ۱۹۳۴ء شمسی سال میں بریلی شہر سے جاری کیا۔ اس کا مقصد اشاعت شروع میں مسلمانوں کے اندر جو غلط توہمات اور غلط عقائد پیدا ہوگئے ہیں ان کو دور کیا جانا تھا جو گذشتہ ۶۵ سال سے نہایت سخت نامساعد حالات کے باوجود جاری ہے۔ مولانا کی پشت پر کوئی تاجر یا جاگیردار، زمیندار نہیں تھا۔ شروع شروع میں مولانا مرحوم بریلی میں اس کی کتابت کراکے دلی میں مولوی عبداللطیف خان صاحب کے چھاپہ خانے چھپوانے کےلئے جاتے تھے۔ اس کے بعد ان کے نائب مولانا عطاء الحق جو ایک ہمہ صفت آدمی ہیں اس کام کو انجام دینے لگے۔ "الفرقان" کی اشاعت کے پانچویں چھٹے سال "مشرقی" کا فتنہ شروع ہوا۔ جس کی رد میں "الفرقان" میں خصوصی مضامین شائع ہوئے۔ مولانا مرحوم نے اپنی بےسروسامانی کے باوجود ۱۹۳۵ء میں "مجدد الف ثانی نمبر" اور چار سال بعد ۱۳۵۹ھ میں "شاہ ولی اللہ نمبر" شائع کیے، جو ان دو عظیم ہستیوں کے حوالے سے دستاویزی حیثیت رکھتے تھے۔

مولاناؒ کی تصانیف:- مولاناؒ کی تصانیف کی تعداد ایک سو بیان کی گئی ہے۔ ان میں شہرہ آفاق کتب کی مختصر تفصیل اس طور پر ہے:-

+ قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟ + اسلام کیا ہے؟ + دین وشریعت + معارف الحدیث (۷ جلدیں) + تصوف کیا ہے؟ + تذکرہ مجدد الف ثانیؒ + ملفوظات حضرت مولانا الیاسؒ + شیخ محمد عبدالوہاب کے خلاف پراپیگنڈا + آپ کیسے حج کریں؟ + نماز کی حقیقت + کلمہ طیبہ کی حقیقت + عقیدہ علم غیب + شاہ اسماعیل شہید اور معاندین اہل بدعت کے الزامات مسئلہ حیاۃ النبیؐ کی حقیقت + ایرانی انقلاب + آپ کون ہیں، کیا ہیں، اور آپکی منزل کیا ہے؟

۴۰۴

+ مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت + کفر و اسلام کی حدود اور قادیانیت
+ تحدیث نعمت ۔ مولاناؒ کی کتابوں کے ترجمے دنیا کی کئی زبانوں میں کیے گئے ہیں ۔ وہ رابطہ عالم سلامی کے بانی رکن ۱۹۶۲ء سے تھے ۔ انہوں نے رابطے کے کئی اجلاسوں میں حضرت مولانا یدابوالحسن علی ندوی صاحب کے ساتھ شرکت کی ۔ علی میاں صاحب رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن تھے ۔ یہ دونوں حضرات ہندوستان کے نمائندہ وفد کے طور پر رابطہ کے اجلاسوں میں شریک ہوئے ۔ یہ دونوں حضرات " بورڈ آف دینی تعلیمی کونسل " کی مجلس مشاورت کے بانی ارکان میں تھے ۔ مولانا مرحوم " دارالعلوم دیوبند " کی مشاورتی کونسل کے سب سے سینئر رکن تھے ۔ مولاناؒ کے پسماندگان میں چار صاحبزادگان اور دو صاحبزادیاں ہیں ۔ سب سے بڑے صاحبزادے مولانا عتیق الرحمان سنبھلی نعمانی ، برطانیہ میں مقیم ہیں اور وہاں گذشتہ بیس برس سے اہم خدمات دینی و علمی سے عہدہ برآ ہورہے ہیں ۔ دوسرے صاحبزادے حفیظ الرحمان نعمانی صاحب روزنامہ " ان دنوں " کے مشیراعلیٰ ہیں ۔ تیسرے صاحبزادے حسان نعمانی صاحب ماہنامہ " الفرقان " لکھنو (ہند) سے منسلک ہیں اور چوتھے صاحبزادے مولانا سجاد نعمانی " الفرقان " کے مدیر اور رحمان فاؤنڈیشن کے بانی چیئرمین و شوایکتاسندیش کے ڈائریکٹر ، آل انڈیا ملی کونسل کی مجلس عاملہ کے رکن اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے بھی رکن ہیں ۔ حضرت مولانا منظور نعمانیؒ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیر سگالی کے جذبے کے فروغ کیلئے بڑی جدوجہد کی تاکہ ہندوستان میں ہندو مسلم ہم آہنگی قائم ہوسکے ۔ مولانا مرحوم ومغفور کی وصیت کے مطابق حافظ محمد اقبال صاحب نے غسل دیا ۔ جو گونڈہ سے رات دو بجے لکھنو پہنچ گئے تھے ۔ ۶ مئی بروز منگل صبح سات (۷) بجے میت کا غسل شروع ہوا تھا ۔ ساڑھے آٹھ بجے جنازہ گھر سے روانہ ہوا ۔ جنازہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں پہنچا تو اس وقت صبح کے سوا نو بج رہے تھے ۔ ندوہ کے وسیع میدان میں نماز جنازہ مولانا قاری صدیق صاحب نے پڑھائی ۔ چارباغ (ندوہ) پرانا لکھنو ، امین آباد (وغیرہ) کی ہر سڑک پر سرہی سر نظر آرہے تھے ۔ جنازے کے شرکاء کی کثرت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ (بقول روزنامہ " صحافت " لکھنو) جنازہ جب ڈالی گنج پل کے آخری سرے پر تھا تو شرکاء کی آخری قطاریں ندوۃ العلماء کے پھاٹک تک تھیں ۔ عیش باغ لکھنو میں تدفین ہوئی ، اس وقت دن کے گیارہ بجکر بیس منٹ ہوئے تھے ۔

میرے ذاتی تاثرات :- حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کا قیام بریلی کے " گھیر عبدالقیوم " کے مکان میں تھا ۔ میری اوائل عمری تھی ۔ گھیر عبدالقیوم صاحب مرحوم میں قریب قریب ہم ایک

ہی خاندان کے افراد رہتے تھے ۔ وقت گزرتے کیا دیر لگتی ہے ۔ میں بھی بڑا ہوتا گیا ۔ مولاناؒ سے قلبی تعلق دوسری جنگ عظیم کے آخری دنوں ۱۹۴۱ء میں ہوا تھا ۔ میری نشست گاہ حضرت مولاناؒ کے دفتر (ماہنامہ " الفرقان ") سے متصل تھی ۔ میں ایسے اخبارات کا مطالعہ باقاعدہ کیا کرتا تھا جو اس زمانے میں سیاسی عالم کے ممتاز اخبارات تھے ۔ ان میں " مدینہ " (بجنور یو۔ پی) مولانا عثمان فارقلیط کی ادارت میں شائع ہونے والا روزنامہ " الجمعیت " (دلی) اور روزنامہ " زمزم " (لاہور) میرے مطالعہ میں رہتے تھے ۔ صحافت کا چسکہ مجھے اسی دور سے لگا ۔ مولانا مرحوم کے ساتھ ایک دومرتبہ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں حاضری کا موقع بھی مجھے ملا ۔ میرے محلے میں جو مسجد تھی ، مولانا نعمانیؒ اس میں اعزازی خطیب تھے ۔ مولاناؒ کا انداز بیان نہایت سلیس ، سلجھا ہوا ، عام فہم اور دل پر براہ راست اثر کرتا تھا ۔ میرے خاندان کے تمام جوان ، بزرگ حضرات اگرچہ مولاناؒ کے عالم باعمل ہونے کی صفات عالیہ اورحسن کردار سے متاثر تھے اتنا ہی ان کا احترام بھی کرتے تھے ، لیکن ان کی پیروی کبھی پوری طرح نہیں کی ۔ بس مجھے آج بھی تکلیف دہ احساس ہوتا ہے ۔ حضرت مولانا صاحب فجر کی نماز کے بعد ہواخوری کیلئے روزانہ تشریف لے جاتے تھے ۔ یہ ان کا معمول تھا ۔ ماہنامہ " الفرقان " جس کا اجراء انہوں نے بریلی سے کیا تھا ، قیام پاکستان سے چند سال پہلے مولاناؒ بریلی لکھنو منتقل ہوگئے تو " الفرقان " کا دفتر بھی لکھنو منتقل ہوگیا تھا ۔ پاکستان آجانے کے بعد میں دو یا تین مرتبہ حضرت نعمانی صاحبؒ کی قدمبوسی کے لیے لکھنو گیا ۔ وہ کتنے شفیق اور مجھ سے کس قدر محبت فرماتے تھے اسے بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ۔ میں جب لکھنو جاتا تو قیام مولاناؒ کے دولتکدہ پر کرتا تھا ۔ مولاناؒ چونکہ کہیں گر گئے تھے جس سے ان کی کولھے کی ہڈی اتنی متاثر ہوگئی تھی کہ وہ چل پھر نہیں سکتے تھے ۔ لیکن دوران قیام میں مجھے ناشتہ اور رات کا کھانا اپنے سامنے کھلاتے تھے اور مجھ سے نام بنام میرے خاندان کے ایک ایک فرد کی خیر وعافیت دریافت فرماتے تھے ۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں مؤتمر کے اجلاس میں شرکت کے لئے مولانا علی میاں صاحب کے ہمراہ پاکستان آئے تھے اور ان سے میری ملاقات ہوئی تھی ۔ اس سے آٹھ دس سال پہلے حج کے موقع پر منیٰ میں ان سے اس وقت ملاقات ہوئی جب مولانا علیہ الرحمہ شیطان کو کنکریاں مارکر آرہے تھے اور میں کنکریاں مارنے جارہا تھا ۔ اس موقع پر ان سے تفصیلاً ملاقات ہوئی ۔ مولانا نعمانی صاحب مرحوم ومغفور کا دامن طعن وتشنیع ، طنز ومزاح اور عیب جوئی سے پاک رہا ۔ ملی فروعی مسائل پر انہوں نے اپنے دامن کو کبھی آلودہ نہیں ہونے دیا ۔

تقسیم ہند کا مسئلہ :- ہندوستان کی تقسیم کے مسئلے پر ہندوستان کے علماء دین دو بلاکوں میں تقسیم ہوگئے تھے ۔ ہمارا گھرانہ مسلم لیگی تھا ۔ لیکن مولاناؒ نے کبھی مسلم لیگ کو اپنی مخالفت کا نشانہ نہیں بنایا ۔ اگرچہ وہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کے بٹوارے سے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے ۔ انہیں اس بات کا شدید صدمہ تھا کہ چند گمراہ جوشیلے نوجوان اپنے ہی علماء دین کے ساتھ جو ناشائستہ برتاؤ کررہے ہیں ، وہ شعائر اسلام کے بالکل خلاف ہے ۔ ہندوستان کی تقسیم سے یہاں کے مسلم باشندے جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں ان کے مصائب و آرام ختم نہیں ہوسکیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شعائر اسلامی کی خلاف ورزی جن گمراہ نوجوانوں سے سرزد ہوئی اس کا کفارہ آج ہم سب لوگ ادا کررہے ہیں ۔ ہم میں رواداری قطعی مفقود ہوچکی ہے ۔ کبھی جاگیرداریوں کے نام پر ، کبھی صوبائیت کے نام پر ، کبھی زبان کے نام پر ، کبھی فرقہ واریت کے نام پر ، کبھی چھوٹی چھوٹی برادریوں اور قبیلوں کے نام پر یہاں خواہ مخواہ ، بے بات کے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان لے رہا ہے ۔ مسلمانوں کو کھلے عام لوٹ رہا ہے ۔ مسلمان ، مسلمانوں کے ہاں ڈاکے ڈال رہے ہیں ۔ آپس میں ایک دوسرے کی املاک تباہ کررہے ہیں ۔ خواتین کی آبروریزیاں کررہے ہیں ۔ مساجد کے تقدس کو پامال کررہے ہیں اور اس حقیقت سے قطعی بے خبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم کو ناجائز قتل کرنا یا اسے بے حرمت کرنا یا اس کی املاک کو نقصان پہنچانا ایک ناقابل معافی گناہ ہے ۔ میں ایک عاجز دیندار آدمی ہوں ۔ لیکن دین حنیف کی تھوڑی بہت رمق جو یہ خاکسار اپنے وجود خاکی میں پاتا ہے ۔ یہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت اور ان کی خصوصی توجہ کا اثر ہے اور ان کا وہ احسان ہے جس کی جزاء رب کریم ورحیم ہی انھیں عطا فرماسکتا ہے ۔

" اللھم اغفرله وارحمه و عافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما ينقي الثوب الابيض من الدنس وادخله يا رب جنتك مع النبين والصديقين والشهداء و الصالحين وحسن اوليك رفيقا ۔ امين يا رب العلمين ۔ بحرمت سيدالمرسلين "

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞